

قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے بنیادی عوامل

غلام حیدر آسی

کسی بھی معاشرے کی معاشرتی تنظیم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے زمانی و مکانی حدود کی تعیین کر لی جائے۔ قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے مطالعہ کے لئے سر زمین عرب کا وہ حصہ جو حجاز و نجد کے صوبوں پر مشتمل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ایک صدی قبل تک کا زمانہ زیر بحث آئے گا۔

خطہٴ عرب جسے اسلام اور مسلمانوں کے مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہی سے دنیائے انسانیت کا بالعموم اور دنیائے اسلام کا بالخصوص مرکز توجہ رہا ہے۔ عرب کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ سامی زبانوں میں لفظ عرب سے مراد ہمیشہ شمالی صحرائے جزیرۃ العرب یا ساکنین شمالی صحرائے عرب رہے ہیں۔ بعد میں اس کا اطلاق تمام جزیرۃ العرب اور اس کے رہنے والوں پر کیا جانے لگا۔ عربی زبان میں اس کے مترادفات بدو، بادیه اور ”واد غیر ذی زرع“ مستعمل ہوتے رہے ہیں (۱)۔

یونانی سؤرخ بطليموس نے ملک عرب کو طبعی طور پر تین قدرتی حصوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ تقسیم یورپین جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں کے ہاں عموماً مسلم رہی ہے۔ (۱) عرب ریگستان (Arabia Deserta) (۲) عرب سنگستان (Arabia Petra) (۳) عرب آبادان (Arabia Felix) - عرب مؤرخین اور جغرافیہ نویسوں نے عرب کو سطح زمین کے لحاظ سے عموماً پانچ حصوں میں

تقسیم کیا ہے۔ (۱) تہامہ یا غور (۲) حجاز (۳) نجد (۴) یمن (۵) عروض (۶) ان میں سے خطہ حجاز ہی وہ جنت ارضی ہے جہاں وحی الہی کی نہریں جاری ہوئیں، دین مقبول اور ہدایت دائمی کا شجر طیب اگا اور نظم و فلاح انسانیت کا ثمر شیریں حاصل ہوا۔ خالق کائنات نے دنیائے انسانیت کے لئے مکمل اسوہ حسنہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر بنی نوع انسان کو کاسیاب دنیوی اور اخروی زندگی کی تمام راہیں دکھا دیں۔ چنانچہ اسی خطہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے آخری رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیائے انسانیت کے لئے کاسیاب معاشرتی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی نظام کی تابندہ مثالیں قائم کیں اور فریضہ رسالت ادا کر کے دائمی شریعت الہیہ کی پائندار عمارت تعمیر کی۔

دین مبین ”الاسلام“ کے عطا کردہ معاشرت کے بنیادی اور ابدی رہنما اصولوں اور ان کی روح کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے قبل از اسلام عرب کے معاشرہ کے خدو خال، عوامل تنظیم، قواعد و ضوابط بلکہ پوری تعمیر معاشرت سے کماحقہ آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ مصلحین امت مسلمہ نے اس امر کی اہمیت و افادیت پر ہمیشہ زور دیا ہے۔ مثلاً شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

ان كنت تريد النظر في معاني شريعة رسول الله صلى الله عليه وسلم فتحقق اولاً حال الاميين الذين بعث فيهم التي هي مادة تشريعه و ثانياً كيفيه اصلاحه لها بالمقاصد المذكورة في باب التشريع و التيسير و احكام الله (۳)

ترجمہ: اگر تم شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد میں غور و فکر کرنا چاہتے ہو تو پہلے ان اسی لوگوں کے حالات کا تحقیقی مطالعہ کرو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے کیونکہ یہی حالات ہی تشریحی مادہ ہیں پھر ان حالات کی اصلاح کی اس کیفیت کو تحقیقی نظر سے جانچو جو تشریح، تیسیر اور احکام ملت کے مذکورہ مقاصد کی اساس ہے۔

اسی طرح تدبیر المنازل کے سلسلہ میں لکھتے ہیں :

اعلم ان اصول فن تدبیر المنازل مسلمہ عند طوائف العرب و العجم
 لهم اختلاف فی اشباحها و صورها و بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 فی العرب و اقتضت الحکمہ ان یكون طریق ظهور کلمہ اللہ فی الارض
 غلبتهم علی الادیان و نسخ عادات اولئک بعاداتهم و ریاسہ اولئک
 بریاستهم فواجب ذلك ان لا یتعین تدبیر المنازل الا فی العادات للعرب
 و ان تعتبر تلك الصور و الاشباح باعیانها (۴)

ترجمہ : معلوم رہے کہ فن تدبیر المنازل کے اصول عرب اور عجم کی
 جماعتوں میں مسلم ہیں لیکن ان کی اشباح اور صورتوں میں اختلاف ہے۔ حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربوں میں مبعوث ہوئے اور حکمت الہی
 کا مقتضی بھی یہی تھا کہ زمین میں کلمہ اللہ کے ظہور کا طریق تمام ادیان
 پر غالب ہو، ان کی عادات کا دوسروں کی عادات کو منسوخ کر دینا اور
 ان کی ریاست کا تمام دیگر ریاستوں کو مٹا دینا اس لئے ضروری قرار دیا کہ
 تدبیر منازل کا تعین صرف عربوں کی عادات ہی سے ہوگا اور اشباح و صور بھی
 انہی کے مطابق ہونگے۔

مستشرقین کی طرف سے عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ محمد عربی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے قریشیوں کے طرز معاشرت کو عربوں پر اور عربوں کے طرز
 معاشرت کو عجمیوں پر غالب کر دیا۔ لیکن وہ اس حقیقت کو بھول جاتے
 ہیں کہ جب بھی کوئی ہادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کی
 ہدایت و اصلاح کے لئے آتا ہے تو وہ اپنے دور کے تمام معاشرتی اصولوں
 کو یکسر منسوخ نہیں کر دیتا۔ بنی نوع انسان کو زندگی گزارنے کے تمام طریقے
 تخلیق آدم کے وقت سے ہی سکھا دیے گئے تھے لیکن شیطانی عوامل کی کار فرمائی
 کی وجہ سے ان میں جن آلائشوں کا اندیشہ تھا ان کی اصلاح کا انتظام ہادیوں
 کے ذریعہ کیا گیا۔ لہذا ہر رسول اپنے معاشرہ میں حسب ضرورت ہدایت ربانی

کے دائمی اصولوں کی روشنی میں اصلاح و اخراج ، اور ابقاء و ایجاد کرتا ہے۔ اس لئے اسلام کے معاشرتی اصولوں کی روح کو سمجھنے کے لئے قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے بنیادی عوامل کا تجزیہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔

قبل از اسلام عربوں کے معاشرتی نظام کے بارے میں اکثر لکھنے والے صرف ان کے عادات و خصائل ، اوصاف و قبائح یا رسم و رواج کا ذکر کر دیتے ہیں لیکن ان کی معاشرتی تنظیم کے بنیادی عوامل اور اداروں کا بیان نہیں کیا جاتا۔ اس کی اصل وجہ مواد و معلومات کی کمی یا اصول عمرانیات سے لاعلمی ہے۔ اصول عمرانیات کی رو سے ہر زمانہ میں اور ہر مقام پر بنی نوع انسان کی احتیاجات کی تین صورتیں رہی ہیں۔ ایک قسم ان احتیاجات کی ہے جنہیں انسان بذات خود پورا کر سکتا ہے اور دوسرے افراد کا محتاج نہیں ہوتا مثلاً سونا ، جاگنا وغیرہ دوسری قسم ان احتیاجات کی ہے جن کی تکمیل کے لئے وہ دوسروں کا محتاج ہوتا ہے ، لیکن وہ احتیاجات صرف اس کی ذات سے متعلق ہوتی ہیں مثلاً غذا کا حاصل کرنا ، بودوباش کا سامان مہیا کرنا ، میلان جنسی کی تکمیل وغیرہ۔ یہ دونوں قسمیں حیاتیاتی احتیاجات کہلاتی ہیں۔ احتیاجات کی تیسری قسم وہ ہے جنہیں وہ اپنی نوع معاشرہ کے لئے اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے ان کا نام معاشرتی احتیاجات ہے۔

ان ہی حیاتیاتی و معاشرتی احتیاجات کی بنا پر جو انسانی جبلت کا خاصہ ہیں ، انسان معاشرتی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہے۔ لیکن اس معاشرتی زندگی کا قیام انسانی ذہن میں اٹھنے والے بنیادی سوالات : انسان کیا ہے ؟ کائنات سے اس کا کیا تعلق ہے ؟ ان دونوں کا خالق کون ہے ؟ انسان کا مقصد حیات کیا ہے ؟ کے جوابات کا ایک مکمل نظریہ قائم کر لینے کے بعد ہی ہوتا ہے اور اسی نظریہ پر قائم ہونے والی معاشرت ہی حیات انسانی کے جملہ پہلوؤں کا مدار ہوتی ہے۔

ہر معاشرہ کی معاشرتی تعمیر دو قسم کی جمعیتوں پر ہوتی ہے

(۱) بنیادی معاشرتی جمعیتیں۔ Basic Social Groups.

(۲) ثانوی معاشرتی جمعیتیں - Secondary Social Groups.

جب انسان اپنی حیاتیاتی و معاشرتی احتیاجات کی تکمیل کی خاطر معاشرتی و جماعتی زندگی کو وجود میں لاتا ہے تو اس طرح معاشرہ کا وہ ماحول جس میں افراد کا تعلق بالمشافہہ اور دو بدو ہوتا ہے اور تاثیر و تاثر روبرو عمل پذیر ہوتا ہے ابتدائی جمعیت کہلاتا ہے۔ اس بنیادی اور ابتدائی جمعیت ہی میں سب سے پہلے افراد کے رجحانات عادات اور اخلاق ڈھلتے ہیں اس میں اشتراک عمل کی روح خلوص پر مبنی ہوتی ہے اور دائمی قربت کی بنا پر پائدار بھی ہوتی ہے۔ اس کی رکنیت پیدائشی اور جبری ہوتی ہے ان میں سے اہم ترین بنیادی جمعیت گھر یا خاندان ہے۔

ثانوی جمعیتیں معاشرہ کے مسلم روابط و تعلقات کو قائم کرنے اور معاشرتی ضروریات و مقتضیات کو پورا کرنے کے لئے عمل میں آتی ہیں اور یہ وہ ادارے ہوتے ہیں جن کی بنیاد کسی تخیل پر مبنی ہوتی ہے اور اس کے طریق کار کا ایک خاص ضابطہ ہوتا ہے جس کے احترام پر معاشرہ مجبور ہوتا ہے۔ (۵)

قبل از اسلام عرب معاشرہ میں بھی یہ دونوں قسم کی جمعیتیں موجود تھیں جن کی بنیاد علم و ہدایت کی بجائے جہالت و شیطنت کے اصولوں پر تھی، جن کا محور ایقان حسب و نسب اور ایمان عصبیت و قبائلیت اور تقلید آباء کا عقیدہ تھا۔ مذہبی عقاید ان کی خواہشات کے تابع تھے۔ ان کا تمدن و معاشرت، سیاست و معیشت اور اخلاق و اطوار سب تقلید آباء اور عصبیت حسب و نسب کے عقیدہ پر قائم تھے۔ شعر جاہلی، خطبات جاہلیہ اور قرآن و حدیث سب اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں۔ پہلے شعر جاہلی سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں :

معاویہ بن مالک بن جعفر بن کلاب معود الحکماء اپنے ایک مشہور قصیدہ میں کہتا ہے۔

حشد لهم مجد اشم تلید

انی امرؤ من عصبہ مشہورۃ

کرم و اعمام لهم و جدود (۶)

الفوا اباهم سیدا و اعانہم

ترجمہ : میں ایک مشہور جماعت کے چیدہ اشخاص میں سے ہوں جن کو بہت بڑی بزرگی ورثہ میں ملی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ کو سردار پایا اور بزرگی نے ان کی مدد کی اور وہ اجداد و اعمام والے لوگ ہیں۔
ایک اور شاعر عوف بن الاحوص کہتا ہے :

ولكن نلت مجداب و خال و كان اليهما ينمي العلاء (۷)

ترجمہ : لیکن مجھے تو ددھیال و نھیال کی بزرگی حاصل ہے اور بلندی و شرافت انہی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

بنی نمیر کا ایک شاعر فخریہ انداز میں کہتا ہے

فأبائی سراة بنی نمیر و اخوالی سراة بنی کلاب (۸)

میرے ددھیال بنو نمیر کے سردار ہیں اور میرے نھیال بنو کلاب کے سردار ہیں۔ عمرو بن ہذیل العبیدی مالک بن مسمع کی ہجو کرتے ہوئے طنزیہ کہتا ہے۔
وما تستوی احساب قوم تورثت قدیما و احساب نبتن مع البقل (۹)

ان لوگوں کا حسب جنہیں وراثت میں بزرگیوں قدیم سے ملی ہوں اور ان لوگوں کا حسب جو سبزی کے ساتھ اگے ہوں، کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔

وہ صرف اپنے آباء و اجداد کے کارناموں پر فخر کرنے پر قانع نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کے روایاتی کارنامے تقلیداً سرانجام دینے کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ مثلاً ایک شاعر کہتا ہے :

لسنا و ان احسابنا کرمت یوماً علی الاحساب نتکل

نبی کما کانت اوائلنا تبنی و نفعل مثل ما فعلوا (۱۰)

ہم ایک دن کے لئے بھی اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں پر قناعت نہیں کرتے، اگرچہ ان کے کارنامے شاندار ہیں ہم ان کی روایات کو باقی رکھتے ہیں اور انہی کی طرح کارہائے نمایاں سر انجام دیتے ہیں۔

معاشرہ میں حسب و نسب کی بزرگی کے اس اثر و نفوذ کے پیش نظر بعض اوقات کچھ لوگ اپنے آپ کو دوسروں کے آباؤ اجداد سے منسوب کر لیتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شاعر اسی امر کی نشاندہی کرتے ہوئے کہتا ہے

انا بنی نہشل لا ندعی لاب عنہ ولا هو بالآباء یشرینا (۱۱)

ترجمہ : ہم نہشل کی اولاد ہیں نہ ہم اسے چھوڑ کر اپنے آپ کو کسی دوسرے کے باپ سے منسوب کرتے ہیں اور نہ وہ ہمیں دوسروں کے ہاں بیچ دیتا ہے۔

آباء و اجداد کے کارناموں پر مفاخرت کا نتیجہ باہمی منافرت اور انتشار کی صورت میں ظاہر ہوتا۔ اسی سے فساد فی الارض اور خونریزی شروع ہو جاتی۔ مفاخرت اس سوسائٹی کا ایک معاشرتی شعار تھا چنانچہ اشعث بن قیس الکندی کہتا ہے۔

فمن قال کلا او اتانا بخطه - ینافرنا فیہا فنحن نخاطر

تعالوا قفوا کی یعلم الناس اینا له الفضل فیما اورثته الا کابر (۱۲)

ترجمہ : پس جو انکار کرتا ہے یا نیزہ لے کر ہمارے مقابلے پر آتا ہے ہم اسے نیزہ کا نشانہ بناتے ہیں۔ آؤ اور ٹھہر کر مقابلہ کرو تاکہ اوگوں پر واضح ہو جائے کہ ہم میں سے کس کے بزرگ وراثت میں بزرگی چھوڑ گئے ہیں۔ گویا اس معاشرہ میں جہاں حسب و نسب کی عصیبت اجتماعیت کی بنیاد تھی وہاں انتشار و اقتراق کا بنیادی سبب بھی تھی۔

خطبات جاہلیہ سے چند مثالیں :

علقمہ بن علائہ بن عوف الاحوص اور عامر بن الطفیل میں جب منافرت ہوئی تو عامر بن الطفیل نے اسے کہا : ” والله انی لاکرم منک حسباً و اثبت منک نسباً و اطول منک قصباً . . . “ خدا کی قسم میں تجھ سے حسب کے لحاظ

سے زیادہ کریم ، نسب میں زیادہ ثابت اور بلحاظ جثہ زیادہ مضبوط ہوں۔ علقمہ کا جواب بھی یہی تھا کہ تم جسم سہمی میں کمزور سہمی ، تم خوبصورت سہمی میں قبیح سہمی ، لیکن میں تمہیں حسب نسب میں مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔

کسریٰ نوشیروان کے سامنے جب مختلف اشراف العرب نے اپنے اپنے مفاخر بیان کیے تو اس وقت بھی ہر ایک کا سرمایہٴ افتخار یہی حسب و نسب تھا (۱۳) احادیث میں بھی متعدد روایات سے عربوں کی نسب پرستی کا ثبوت ملتا ہے۔

عن ابی مالک الاشعری ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال اربع فی استی من امر الجاہلیہ لا یترکونہن الفخر فی الاحساب و الطعن فی الانساب و الاستسقا بالنجوم و النیاحہ (۱۴)۔

ترجمہ : حضرت ابو مالک الاشعری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں جاہلیت کی چار چیزیں اسی طرح رہیں گی کہ لوگ انہیں نہیں چھوڑیں گے (ایک نہ ایک گروہ ایسا ضرور رہے گا جو ان کو کچھ نہ کچھ اپنائے رکھے گا)۔ آباء و اجداد کی روایات پر فخر، انساب میں طعن ، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا ، نوحہ کرنا۔

اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف ارشادات میں حسب و نسب کے باطل عقیدہ کی مذمت کر کے حسب و نسب کے مفہوم میں وسعت اور حقیقت پیدا کی گئی ہے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا : الحسب المال و الکرم التقویٰ۔ انسان کی کمائی اس کا حسب اور تقویٰ اس کی بزرگی (بمنزلہ نسب) ہے (۱۵) ایک اور روایت میں آیا ہے۔ کرم المؤمن تقواہ و دینہ حسبہ سومن کی بزرگی (نسب) اس کا تقویٰ اور اس کا دین (اعمال) اس کا حسب ہے (۱۶) حضرت ابو ذر رض نے جب اپنے غلام کو اس کی ماں اور نسب کے بارے عار دلائی تو رسول اللہ کی زبان سے یہ کلمات نکلے ” انک امرؤ فیک

جاہلیہ“ (تم ایسے شخص ہو جس میں ابھی جاہلیت کی عادت پائی جاتی ہے) اس حدیث میں حسب و نسب پر فخر کر کے قبل از اسلام کے معاشرہ میں انتشار و افتراق پھیلانے کی عادت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (۱۷)

قرآن مجید میں بھی نہایت تاکید کے ساتھ تفہیم کے انداز میں انسانیت کو اس شیطانی حربہ ”خَلْقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَنِي مِنْ طِينٍ“ سے محفوظ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چونکہ حسب و نسب پر ایمان نہ صرف کبر و غرور کی جڑ ہے بلکہ یہ شیطانی عصبیت بنی نوع انسان کی گردن میں اندھی تقلید کا ایسا طوق بن جاتی ہے جس سے انسانی فکرو فہم اور قلب و نظر کے تمام قویٰ شل ہو جاتے ہیں، انسان اپنے خالق حقیقی کو ایک کونے میں بٹھا کر کئی مصنوعی خالقوں کا بندہ بن جاتا ہے، ارتقائے انسانیت کی تمام راہیں مسدود ہو کر رہ جاتی ہیں، اور زمین پر معاشرتی تخریب شروع ہو جاتی ہے، کھوٹے اور کھرے کی تمیز باقی نہیں رہتی، اندھی تقلید کے جنون میں تحقیق و تدقیق اور تنقید و تفکیر کے اعمال ناقابل معافی جرائم سمجھے جاتے ہیں، اس کی اصلاح ہدایت الہی انسانی فکرو نظر کو بیدار کر کے کرتی ہے۔ اقوام ماضیہ کی گمراہی کا سبب آباء و اجداد کی روایات کی اندھی تقلید اور ان پر ایمان تھا۔ کتاب اللہ نے اس حقیقت کی مختلف مقامات پر وضاحت کی ہے۔

و اذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفينا عليه آباءنا

او لو كان آباؤهم لايعلقون شيئا ولا يهتدون (البقرة - ۱۷۰)

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں (تب بھی وہ ان ہی کی تقلید کئے جائیں گے۔)

سورہ لقمن میں اس اندھی تقلید کی راہ پر چلنے والوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

الم تروا ان الله سخر لكم ما فى السموات وما فى الارض واسخ
 عليكم نعمه ظاهرة و باطنه و من الناس من يجادل فى الله بغير
 علم ولا هدى ولا كتب منير۔ و اذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالو
 بل نتبع ما وجدنا عليه آباءنا اولو كان الشيطان يدعوهم الى
 عذاب السعير (لقمن - ۲۰ - ۲۱)

ترجمہ : کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ نے
 تمہارے کام پر لگا رکھا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین
 میں ہے اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی تمام نعمتیں پوری کر دی ہیں۔
 لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں بغير کسی علم ، ہدایت
 اور روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ
 نے نازل فرمایا ہے اس کا اتباع کرو تو وہ کہہ دیتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو
 اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے کیا اگرچہ
 شیطن ان کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا ہو تب بھی (وہ اس کی اتباع کئے
 جائیں گے)

اس قسم کے بلا تحقیق و استدلال ہٹ دھرمی کرنے والے لوگوں کے متعلق
 جو نہ آیات کائنات میں غور و فکر کر کے اپنے خالق حقیقی کے بتائے ہوئے طریق
 پر زندگی گزارنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور نہ کسی دلیل و برہان کو ماننے
 کے لئے تیار ہوتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے :-

و كذلك ما ارسلنا من قبلك فى قرية من نذير الا قال مترفوها انا وجدنا
 آباءنا على امه و انا على ائرمم مقتدون۔ قال اولو جئتمكم باهدى مما
 وجدتم عليه آباءكم قالوا انا بما ارسلتم به كفرون
 (الزخرف - ۲۳ - ۲۴)

ترجمہ : اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔ اس پر ان کے پیغمبر نے کہا کہ کیا (رسم آباء ہی کا اتباع کئے جاو گے) اگرچہ میں منزل مقصود پر پہنچانے والا اس سے بہتر طریقہ تمہارے پاس لے آؤں جس پر تم نے اپنے آباء کو پایا ہے کہنے لگے ہم تو اس دین کو مانتے ہی نہیں جو تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے۔

غرض قبل از اسلام عرب معاشرہ کی تنظیم کا بنیادی عامل یہی نسب کا رشتہ تھا اور اس رشتہ کے علاوہ ان کے ہاں کوئی ایسا دین نہ تھا جس کے احکام کی پابندی ان پر لازمی قرار پاتی اور جو ان کی اجتماعی وحدت کے بندھنوں کو مضبوط کرتا۔

یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ”الاسلام“ کی تبلیغ شروع کی، پہلے پہل تو لوگ اسے سنتے رہے اور مذاق اڑاتے رہے۔ لیکن جب آپ نے ان کے بتوں کی مذمت کی اور ان کے آباء واجداد کے کفر پر مرنے کے بارے میں اعلان کیا تو وہ آپ کے سخت دشمن ہو گئے اور آپ سے نفرت کرنے لگے (۱۸)۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا تھا فتعظم علی العرب ان یتروا دین آباءہم فخص اللہ المهاجرین الاولین من قومہ بتصدیقہ۔ (۱۹) عربوں کو اپنے آباء واجداد کی دینی روایات چھوڑنا شاق گذرتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہی سے مهاجرین اولین کو آپ کی تصدیق کے لئے منتخب فرمایا۔

آباء واجداد پر فخر و غرور کرنا عربوں کی گھٹی میں پڑ چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جو خطبہ دیا اس میں آپ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا۔

یا معشر قریش ! ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية و تعظما
بالآباء۔ الناس من آدم و آدم خلق من تراب ثم تلا۔ یا ایها الناس
انا خلقناکم من ذکر و انثی۔ ... (۲۰)

(اے گروہ قریش اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی نخوت اور آباء واجداد کے نام
پر عظمت کے اظہار کو تم سے دور کر دیا ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں
اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے) اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی
سورة الحجرات کی آیت نمبر ۱۳ تلاوت فرمائی جو اسلامی معاشرہ میں عزت و احترام
اور عظمت و بزرگی کا بنیادی اصول واضح کرتی ہے ”اے لوگو ہم نے تمہیں
ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شعوب و قبائل میں تقسیم
کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو خدا تعالیٰ کے نزدیک تم میں
سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو“

اس عرب معاشرہ میں حسب و نسب کی بناء پر عصییت اور نسل کی بنیاد
پر معاشرتی جمعیوں کی تقسیم میں ان کے قدرتی و سائل اور بنیادی ذرائع معاش
کا بھی بہت دخل تھا۔ زمین جو پیدائش دولت و معاش کا منبع و مصدر
ہے زیادہ تر ریگستانی اور چٹیل تھی اگر بعض مقامات پر زرخیز و قابل کاشت تھی
تو وہ بھی باران رحمت کی منتظر و محتاج، کاروا نہائے تجارت کے مال و اسباب کے
لئے وہ دوسروں کے محتاج تھے۔ صنعت و حرفت کے لئے ان کے پاس خام مال اس
قدر کم تھا کہ وہ اپنی ضروریات کو بھی پورا نہیں کر سکتے تھے۔ قدرتی
اور جغرافیائی حد بندیوں نے انہیں اس طرح محصور کر رکھا تھا کہ وہ کبھی
کسی مہذب و متمدن سلطنت، کے زیر اثر نہیں آئے تھے۔ اس لئے ابھی تک وہ
معاشرتی لحاظ سے فطرت و جبلت صحیحہ کے زیادہ قریب تھے۔ ان کی پوری
آبادی اپنی معاشرتی احتیاجات کے پیش نظر بدویت و حضریت میں منتسم تھی
انہیں حصول معاش کے لئے جان جوکھوں میں ڈالنا پڑتی۔ تلاش معاش میں
وہ اکثر باہم دگر برسرا پیکار رہتے۔ تلاش معاش میں صحرا، چٹیل میدانوں،

اور خشک پہاڑوں کی خاک چھاننا پڑتی، گرم سرد ہواؤں میں مارے مارے پھرتے۔ اس زندگی نے انہیں نہایت جفاکش، جری، بہادر اور جنگجو بنا رکھا تھا۔ پانی کے ذخائر سر سبز و شاداب چراگاہوں اور زرخیز مقامات کی تلاش میں جب وہ نکلتے تو اکثر اوقات لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی۔ معاشی تنگدستی اور مفلوک حالی کی بنا پر بدو آبادی اکثر اوقات کاروانہائے تجارت کو بھی لوٹ لینے پر آمادہ ہوجاتی۔ ان جغرافیائی اور معاشی عوامل نے بھی انہیں حسب و نسب کی بنا پر معاشرتی طبقہ بندی کرنے پر مجبور کر رکھا تھا۔ اور کسی بھی تہذیب و تمدن سے مغلوب نہ ہونے کی بنا پر ان میں ابھی فطرتی قرابت داری کی محبت کا عنصر بھی غالب تھا۔

حواشی

- (۱) ۱ - انسائیکلو پیڈیا آف اسلام - نیو ایڈیشن ۱۹۶۵ء - ج ۱ ص ۸۸۳
- ۲ - کتاب العرب قبل الاسلام - جرجی زیدان - قاہرہ ۱۹۳۹ء ص ۱۵۴
- ۳ - ارض القرآن - سید سلیمان ندوی - مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۵۵ء ج ۱ - ص ۵۸
- (۲) ۱ - معجم ما استعجم - عبداللہ بن عبد العزیز البکری - قاہرہ ۱۹۴۵ء ج ۱ - ص ۱ تا ۹۰
- ۲ - نہایت الارب فی معرفۃ النسب العرب - ابو العباس احمد القلقشندی - قاہرہ ۱۹۵۹ء ص ۱۶
- ۳ - Sir Henry Smith-Historian's history of the world. نیویارک - ۱۹۰۴ء ج ۸ ص ۲-۳
- ۴ - ارض القرآن - سید سلیمان ندوی - مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۵۵ء ج ۱ - ص ۶۹ تا ۸۷
- ۵ - Islam ڈاکٹر حسن ابراہیم - بغداد ۱۹۶۷ء ص ۱۶
- (۳) حجتہ اللہ البالغہ - احمد شاہ ولی اللہ - مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ج ۱ - ص ۹۹
- (۴) حجتہ اللہ البالغہ - احمد شاہ ولی اللہ - مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ج ۲ - ص ۹۱
- (۵) Emory S. Bogardus - Sociology نیویارک - ۱۹۵۴ء ص ۱۵ تا ۱۵
- (۶) مفضلیات - الفضل بن محمد الضبی - مطبوعہ دارالمعارف - مصر ۱۹۵۲ء ص ۳۵۶
- (۷) ایضاً ص ۱۷۵
- (۸) دیوان الحماسہ - ابو تمام الطائی - باب الحماسہ
- (۹) ایضاً - باب الہجاء

- (١٠) ايضاً باب الاضياف والرائج
- (١١) ايضاً باب الحماس
- (١٢) نهاية الارب في معرفة النسب العرب - ابو العباس احمد القلقشندى بغداد ١٩٥٩ ص ٣١١
- (١٣) جهمرة خطب العرب - احمد زكى صفوت - قاهره - ١٩٦٢ ج ١ - ص ٣٢
- (١٤) مسند - ١ - الامام احمد بن حنبل الشيباني - قاهره - ط اول ج ٥ ص ٣٣٢
- ٢ - صحيح مسلم - الامام مسلم بن الحجاج القشيري - كتاب الجنائز باب ٩٩
- (١٥) مسند الامام احمد بن حنبل الشيباني جلد ٥ ص ١٠
- (١٦) الموطا - امام مالك بن انس - كتاب الجهاد - باب ٣٥
- (١٧) صحيح بخارى - امام محمد بن اسماعيل البخارى - كتاب الايمان -
- (١٨) الطبقات الكبرى - ابن سعد - بيروت ١٩٥٤ ج ١ - ص ١٩٩
- (١٩) جهمرة خطب العرب - احمد زكى صفوت - قاهره ١٩٦٢ ج ١ ص ١٤٣
- (٢٠) ايضاً ج اول - ص ١٥٣

